ہم کدھر جا رہے ہیں؟

المعارف' میں بار بار اس بات کا ذکر آ چکا ہے کہ یہ کارخانہ قدرت ایک خدائی قانون کے تحت چل رہا ہے۔ جس میں ایک توازن' اعتدال اور حسن ہے' اسی طرح اس کرۂ زمین پر بسنے والی قوموں اور تہذیبوں کے لئے بھی خدا نے ایک قانون بنا دیا ہے' جس کی روح سے ہر آدمی اور جماعت اپنے کئے کا حساب دیتی ہے اور اس کے عمل ہی سے اس کی تقدیر بنتی ہے' خدا کا یہ اٹل قانون کسی کی خاطر اپنے فیصلے کو نہیں بدلتا۔ "ولن تجد لسنته اللّٰه تبدیلا"

ادھر کئی سال سے پاکستان کے ارباب فکر ہمارے معاشرے کے مادی اور روحانی انحطاط پر گہری تشویش کا اظہار کر رہے ہیں لیکن بہ وجوہ ہمارے معاشرے یا یوں کہئے ہماری قومی قیادت نے اصلاح کی ہر آواز کو سننے سے انکار کر دیا' بلکہ ان لوگوں کو سادہ لوح اور ابلہٖ شہر قرار دیا' جو اس زمانے میں خدا کا نام لیتے ہیں' راست بازی اور اعلی انسانی قدروں سے وفاداری کو اپنی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ جانتے ہیں۔ چنانچہ ہماری سیاست نے عموما" جمہوری قدروں اور منصفانہ معیشت کے تقاضوں سے برابر تغافل برتا اور مثبت تنقید کو سنا ان سنا کر دیا۔ جس کے نتیجے میں معاشرے میں فکری ژولیدگی' بد نظمی' اخلاقی غیر ذمہ داری' قانون شکنی' رشوت اور سفارش کا بول بالا ہو تا گیا اور دیانت'

محنت اور نظم و نسق کی باتیں اگلے لوگوں کے افسانے شمار ہونے لگے۔ ہماری اخلاقی اور اجتماعی کمزوریوں سے دنیا کے بازار میں ہماری رسوائی ہوئی اور ملک کے کروڑوں انسانوں کو ایک باوقار اور خوشحال زندگی بسر کرنا دشوار ہو گیا۔

اب پاکستان کے بعض اہل علم نے' جو ہمارے معاشی مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں' ہمیں آنے والے خطرات سے آگاہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ خطرے کی گھنٹی بج چکی ہے۔ اگر ہم نے معیشت میں اپنی موجود روش کو ترک نہ کیا۔ تو پھر ہماری معیشت کو مکمل تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مکافات عمل کی اس دنیا میں معجزے جنم نہیں لیتے'۔ ان ماہرین فن نے اس بات کی تصدیق کی کہ ہماری انتظامیہ میں سیاسی بنیادوں پر تقرریاں' سرکاری تحویل میں آنے والے بنکوں کا بھاری مقدار میں قرضوں کا اجراء' جس میں تقریبا" تیس سے چالیس فیصد قرضے ڈوب گئے' انہی مقروض لوگوں کا ہماری اسمبلیوں میں پہنچ جانا' بڑے بڑے زمینداروں کا زرعی ٹیکسوں سے بچ نکلنا اور ٹیکس ادا کرنے والوں پر نئے ٹیکسوں کا بوجھ۔ القصہ ان سب باتوں کی وجہ سے ہماری معیشت تباہ ہوئی' اب اس کی آبادی کے لئے فوری طور پر کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس اقتصادی بحران کے زمانہ میں اسلام آباد میں کروڑوں روپوں کی لاگت سے گولڈن جوبلی یادگار قائم کرنے کی بات ایک عبث بات ہے۔ غرض یہ کہ ملک کے اہل علم' اصحاب درد اور دانش ور ہماری معیشت اور غیر مستحکم جمہوریت سے خوش نہیں ہیں۔

موجودہ سیاسی اور معاشی بحران پر لکھنا ماہرین فن کا کام ہے' لیکن ایک عام شہری کی حیثیت سے ہماری یہ رائے ہے کہ اس خرابی کی ایک بڑی وجہ رائج الوقت' بے مقصد نظام تعلیم بھی ہے۔ تعلیم کا بنیادی مقصد کیا ہے؟ تہذیب و تمدن کو آگے بڑھانے اور انسانی معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے تعلیم کیا کردار ادا کرتی ہے؟ یہ سب باتیں اب ہمارے

لئے کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ یہ کہنا کہ تعلیم و تربیت کا بنیادی مقصد تلاش حق ہے یا انسان کی ذہنی و فکری صلاحیتوں کو بیدار کرنا ہے۔ ان باتوں پر سوچنے کے لئے اب ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ روپے پیسے کی "چمک" نے ہماری ساری سرگرمیوں کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے اور ہم نے اپنے تعلیمی اداروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تعلیم کی دنیا میں آج ہمیں صرف بھوٹان اور افغانستان پر برتری حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بھارت میں یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کے سربراہ ڈاکٹر رادھا کرشن اور اس پایہ کے دوسرے فاضل حضرات رہ چکے ہیں' لیکن ہمارے ہاں فکر و نظر کا کام ان کے لوگوں کے سپرد کر دیا گیا ہے' جو اس کے اہل نہیں ہیں۔

وقت کی یہ ستم ظریفی بھی دیدنی ہے کہ اسلامی تعلیمات نے جس زور شور سے رشوت' بددیانتی اور مال حرام کو روحانی اور مادی زندگی کا دشمن قرار دیا ہے' ہم نے اسی "اہتمام" سے رشوت و بددیانتی سے اپنا رشتہ جوڑ رکھا ہے۔ چنانچہ ہم نے نہ تو کبھی سنجیدگی سے اپنی مقدس روایات پر کوئی دھیان دیا اور نہ ہی اپنے مشاہدے' تجربے اور عقل و دانش سے کام لے کر خود اپنی تاریخ سے کوئی سبق سیکھا۔ رہی یہ بات کہ ہماری آنکھوں کے سامنے کئی بڑی طاقتیں غرق دریا ہوئیں' لیکن ہم ہیں کہ خواب غفلت سے بیدار ہونے کا نام نہیں لیتے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ملک میں کرپشن کو روکنے کے لئے جو ادارے قائم کئے گئے ہیں وہ خود کرپشن کا شکار ہو گئے ہیں۔ پولیس اگر کسی مجرم کو پکڑتی ہے تو سیاست آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ حرام کی کمائی کھا کر جوان ہونے والی سیاست سے ہم خرابی کے سوا اور توقع بھی کیا رکھ سکتے ہیں۔ بے شبہ ہمارے معاشرے میں بعض سیاست دانوں نے اپنے بے داغ کردار کی وجہ سے معاشرے میں ایک مقام پیدا کیا ہے' لیکن بدقسمتی سے ایسے اصول پسند سیاست دانوں کو ہمارے انتخابی طریق کار نے آگے آنے نہیں دیا۔

اب سیاسی میدان جیتنے کے لئے مال و دولت کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ اگر پڑھے لکھے، قومی اور عالمی سیاست پر نظر رکھنے والے باوقار اور دیانت دار حضرات اسمبلی کی کرسیوں کو زینت بخشتے، تو آج ہم ایشیاء میں کرپشن اور رشوت ستانی پر اول نمبر نہ پر ہوتے۔

قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت نظر سے مادی فتنوں کی نشان دہی کی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ رشوت اور بددیانتی ایک صحت مند اور خوش حال معاشرے کے لئے سرطان ہے اور موت کا پیغام۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ رسول پاکؐ کے مبارک عہد میں ہدیہ بس ایک ہدیہ ہی شمار ہوتا تھا، لیکن آج یہ ہدیہ ہدیہ نہیں، رشوت ہے۔

پاکستان کی تاریخ میں وہ گھڑی ایک سیاہ گھڑی تھا، جس میں ارباب سیاست نے اسمبلی کے ممبروں کو "فلاحی کاموں" کے نام پر ایک بھاری رقم جاری کی۔ اس ملفوف رشوت نے ہماری اخلاقی زندگی کو تاراج کیا۔ قومی خزانے کو لوٹنے کے لئے مختلف حیلے بہانے تراشے گئے۔ ان فلاحی کاموں کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ تعلیم، پولیس، انتظامیہ اور دوسرے سرکاری اداروں میں "فلاحی کام" کے نام پر سیاسی تقرریاں ہوئیں۔ یہ طریق کار ہماری انتظامیہ اور اجتماعی زندگی کے لئے ایک دو دھاری تلوار ثابت ہوا۔ ایک طرف نالائق اور غیر ذمہ دار آدمیوں کو سرکاری عہدوں پر نصب کر کے انتظامیہ کی کارکردگی کو تباہ کیا گیا، دوسری طرف ان نصب ہونے والوں نے اپنے "سرپرستوں" کو "تحفوں" سے نوازا، جو عمر بن عبدالعزیز کی زبان میں، رشوت کہلاتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ہمارے بعض ادارے جو اپنی عمدہ کارکردگی اور نظم و نسق میں عالمی شہرت رکھتے تھے، آج سیاسی تقرریوں کی وجہ سے اپنا وقار کھو بیٹھے، اور عوام کو مشکلات سے واسطہ پڑا۔

واقعہ یہ ہے کہ جب ایک معاشرہ اپنی اعلیٰ اخلاقی قدروں سے دست بردار ہو جاتا ہے اور اس خلاء کو پر کرنے کے لئے نئی قدریں نہیں لاتا یا ایک دوسری زوال پذیر تہذیب سے ادب و فن کے نام پر بدمذاقی' جنسی بے راہ روی اور جھوٹے معیار زندگی کو اپناتا ہے۔ تو پھر یہ معاشرہ علم و ادب' فلسفہ و اخلاق' مذہب و تصوف اور قانون و انصاف کی روایات میں کوئی صحت مند اضافہ نہیں کرتا۔ اس عہد زوال میں معاشرہ چند کھوکھلے نعروں' منفی جذبات اور نفرت و تشدد کی زہر میں بجھی ہوئی تقریروں میں اپنی "انا" کی تسکین کا ساماں ڈھونڈتا ہے۔

القصہ موجودہ وقت میں اپنے سماجی ڈھانچے کو توڑے بغیر' جو جاگیردارانہ سیاست و ثقافت کی مضبوط گرفت میں ہے' جمہوری اداروں اور روحانی روایات کی بات کرنا ایک مذاق نظر آتا ہے۔ آج دولت اور سیاست کے باہمی رشتوں سے آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں ادھر کئی سال سے سیاست' دولت کی جلو میں سفر کر رہی ہے اور جو لوگ ناجائز وسائل سے حاصل شدہ دولت نہیں رکھتے اور بجا طور پر اسے جرم گردانتے ہیں' سیاست کے میدان پر صرف اس لئے ناکام رہتے ہیں کہ ان کے پاس لوگوں کو رام کرنے کے لئے دولت نہیں ہے' خواہ وہ علم و فضل اور محنت و دیانت میں کتنا ہی اونچا مقام رکھتے ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اس معاشی بحران میں ہمارا معاشرہ یا سیاست اپنا محاسبہ کرنے کے لئے تیار ہے؟ صحیح بات تو یہ ہے کہ اگر آج ہم اپنی گھات میں بیٹھ کر چھپ کر اپنے آپ کو دیکھیں تو پھر شاید ہم خود بھی اپنے آپ کو نہ پہچان سکیں۔ اس ملاقات پر ہمیں پتہ چلے گا کہ حضرت انسان نے جو خدائی آرٹ کا شاہ کار ہے' خدا سے رشتہ توڑ کر اپنے آپ کو کس قدر رسوا کیا ہے۔ اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ ہم صدق دل سے اپنے طرز فکر اور طرز عمل کو

بدلیں اور خدا اور اس کے بندوں سے ٹوٹے ہوئے رشتے کو بحال کریں۔ خدا سے بغاوت انسان کو ہمیشہ مہنگی پڑی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے گم کردہ راہ انسان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

> اے (غافل) انسان! آخر کس گھمنڈ نے تجھے اپنے مہربان اور پیار کرنے والے آقا کا سرکش بنا دیا ہے------ (یاد رکھو) کہ خدا کے طاعت گزار بندے عزت و مراد اور فتح و کامرانی کے عیش و نشاط میں رہیں گے اور بدکار و نافرمان خدا کی بادشاہی کے دن نامرادی و ہلاکت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے، جس سے کبھی نہ نکل سکیں گے، یہ خدا کی بادشاہی کا دن ہے، تم جانتے ہو کہ خدا کی بادشاہی کا دن کیا ہے؟ وہ دن جس پر کوئی کسی کے لئے کچھ نہ کر سکے گا اور اس دن صرف خدا ہی کی حکومت ہو گی۔
>
> (سورۃ انفطار)

ہمیں امید ہے کہ ملک کے اہل فکر، دانشور اور سنجیدہ و مخلص سیاست دان اور مدبر موجودہ معاشی بحران پر قابو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ہمیں اس بات کا بھی یقین ہے کہ اگر ہم اخلاص اور سنجیدگی سے اپنی سیاسی و معاشی ناکامیوں کے اسباب و علل کا پتہ لگانے پر کامیاب ہو گئے تو پھر ہمارے لیے اپنے مسائل کو حل کرنے اور مشکلات پر قابو پانا آسان ہو جائے گا اور ہمیں پتہ چل جائے گا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ یہ ملک معاشی اور اقتصادی طور پر ایک مستحکم جمہوری نظام میں ہی ترقی کر سکتا ہے۔ ہر حکومت کے خلاف سیاست کی موجودہ روش کوئی مثبت روش نہیں ہے۔ مظاہرے اور آتشیں تقریریں ہمارے مسائل کا حل نہیں ہیں، اس کے لئے تو اسمبلی کے اندر ہی کام کرنے کی

ضرورت ہے۔ ہم نے آج تک کسی حکومت یا اسمبلی کو اپنی مدت پورا کرنے کی اجازت نہیں دی' جس سے جمہوریت کو نقصان پہنچا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم عدل و انصاف اور اکیسویں صدی کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر سیاست' معیشت اور تعلیم کی سمت متعین کریں اور انسانی زندگی کو' جسے آج ہمارے عوام بجا طور پر بوجھ تصور کر رہے ہیں' باوقار طور پر جینے کا حق دیں۔ اپنی منزل اور راہ کا تعین کئے بغیر ہم سیاست کے صحرا میں برابر بھٹکتے رہیں گے۔

رشید احمد جالندھری